رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی ✿ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

منیجر یعقوب علی تراب ایڈیٹر

نمبر ۲۱ | قادیان دار الامان - ۱۰ - جون ۱۹۰۱ سنہ عیسوی | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

سلسلے کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۲ جلد ۵

تو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں یہ طرز اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے کہ نظری امور کے اثبات کے لئے امور بدیہی کو بطور شواہد پیش کرتا ہے اور یہ پیش کرنا قسموں کے رنگ میں ہے اس بات کو بھی ہرگز بھولنا نہ چاہیئے کہ اللہ جلشانہ کی قسموں کو انسانی قسموں پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اللہ تعالیٰ نے جو انسان کو غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع کیا تو اس کا سبب یہ ہے کہ انسان جب قسم کھاتا ہے تو اس کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ جس چیز کی قسم کھائی ہے اسکو ایک ایسے گواہ رویت کا قائمقام ٹھہراوے کہ جو اپنے ذاتی علم سے اس کے بیان کی تصدیق یا تکذیب کر سکتا ہے - کیونکہ اگر سوچکر دیکھا جاوے تو قسم کا اصل مفہوم جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا تھا شہادت ہی ہوتا ہے جب انسان معمولی شاہدوں کی پیش کرنے سے عاجز آجاتا ہے - تو پھر قسم کا محتاج ہوتا ہے تا اس سے وہ فائدہ اٹھاوے جو ایک شاہد رویت کی شہادت سے اٹھانا چاہتا ہے لیکن ایسا تجویز کرنا یا اعتقاد رکھنا کہ بجز خدا تعالےٰ کے کوئی اور بھی حاضر ناظر ہے اور تصدیق یا تکذیب یا سزا دہی یا کسی اور امر پر قادر ہے صریح کلمہ کفر ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی تمام کتابوں میں انسان کو بھی ہدایت فرمائی ہے کہ غیر اللہ کی ہرگز قسم نہ کھاوے -

اب اس بیان سے صاف معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالےٰ کا قسم کھانا کوئی اور رنگ اور شان رکھتا ہے اور غرض اس سے یہی ہے کہ تا صحیفہ قدرت کے بدیہیات کو شریعت کے اسرار دقیقہ کے حل و انکشاف کے لئے بطور شاہد پیش کرے - اور چونکہ اس مدعا کو قسم سے ایک مناسبت تھی اور وہ یہ کہ جیسا ایک قسم کھانیوالا جب مثلاً خدا تعالےٰ کی قسم کھاتا ہے تو اسکی غرض یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ میرے اس واقعہ پر گواہ ہے اسی طرح اور ٹھیک اسی رنگ میں اللہ تعالےٰ کے بعض ظاہر در ظاہر افعال نہاں در نہاں اسرار اور افعال پر بطور گواہ ہیں - اسلئے اس نے قسم کے رنگ میں اپنے افعال بدیہیہ کو اپنے افعال نظریہ کے ثبوت میں جابجا قرآن شریف میں پیش کیا اور یہ کہنا سراسر نادانی اور جہالت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی قسم کھائی کیونکہ اللہ تعالےٰ درحقیقت اپنے افعال کی قسم کھاتا ہے نہ کسی غیر کی اور اس کے افعال اس کے غیر نہیں ہیں مثلاً اس کا آسمان یا ستارہ کی قسم کھانا اس قصد سے نہیں ہے کہ وہ کسی غیر کی قسم ہے بلکہ اس منشاء سے ہے کہ جو کچھ اس کے ہاتھوں کی صنعت اور حکمت آسمان اور ستاروں میں موجود ہے اس کی شہادت بعض اپنے افعال مخفیہ کے سمجھانے کے لئے پیش کرے -

غرض خدا تعالےٰ کی قسمیں اپنے اندر لا محدود اسرار معرفت کے رکھتی ہیں جنکو اہل بصیرت ہی دیکھہ سکتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ قسم کے لباس میں اپنے قانون قدرت کے بدیہات کی شہادت اپنی شریعت کی بعض دقایق حل کرنے کے لئے پیش کرتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی فعلی کتاب (قانون قدرت) اسکی قولی کتاب (قرآن شریف) پر شاہد ہو جاوے اور اس کے قول اور فعل میں باہم مطابقت ہو کر طالب صادق کے لئے مزید معرفت اور سکینت اور یقین کا موجب ہو۔ اور یہ طریق قرآن شریف میں عام ہے مثلاً خدا تعالیٰ دہریوں اور الہام کے منکروں پر یوں اتمام حجت کرتا ہے

والسماء ذات الرجع قسم ہے بادلوں کی جن سے مینہ برستا ہے۔ رجع بارش کو ہی کہتے ہیں بارش کا ہی ایک مستقل نظام ہے جیسے نظام شمسی ہے رات اور دن کا اور کسوف خسوف کا بجائے خود ایک ایک نظام ہے۔ مرض کا بھی ایک نظام ہوتا ہے طبیب اس نظام کے موافق کہہ سکتا ہے کہ فلاں دن بحران ہوگا۔ غرض یہ نظام ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ کا قانون قدرت اپنے اندر ایک ترتیب اور کامل نظام رکھتا ہے اور کوئی فعل اس کا ایسا نہیں ہے جو نظام اور ترتیب سے باہر ہو۔

اللہ تعالےٰ جیسے یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے ڈریں ویسے ہی یہ بھی چاہتا ہے کہ لوگوں میں علوم کی روشنی پیدا ہو دے اور اس سے وہ معرفت کی منزلوں کو طے کر جاویں۔ کیونکہ علوم حقہ سے واقفیت جہاں ایک طرف سچی خشیت پیدا کرتی ہے۔ وہاں دوسری طرف ان علوم سے خدا پرستی پیدا ہوتی ہے۔ بعض بدقسمت ایسے بھی ہیں جو علوم میں منہمک ہو کر قضاء و قدر سے دور جا پڑتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے وجود ہی میں شکوک پیدا کر بیٹھتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو قضا و قدر کے قایل ہو کر علوم ہی سے دستبردار ہو جاتے ہیں مگر قرآن شریف نے دونوں تعلیمیں دی ہیں اور کامل طور پر دی ہیں۔ قرآن شریف علوم حقہ سے اس لئے واقف کرنا چاہتا ہے اور اس لئے ادھر انسان کو متوجہ کرتا ہے کہ اس سے خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے اور خدا تعالےٰ کی معرفت میں جوں جوں ترقی ہوتی ہے اسی قدر خدا تعالےٰ کی عظمت اور اس سے محبت پیدا ہوتی جاتی ہے اور انسان کو قضا و قدر کے نیچے رہنے کی اس لئے تعلیم دیتا ہے کہ اس میں اللہ تعالےٰ کی ذات پر توکل اور بھروسہ کی صفت پیدا ہو اور وہ راضی بہ رضا رہنے کی حقیقت سے آشنا ہو کر وہ سچی سکینت اور اطمینان جو نجات کا اصل مقصد اور منشا ہے حاصل کرے۔

ابھی جو مثال میں نے قرآن شریف سے قسم کے متعلق دی ہے کہ **والسماء ذات الرجع** یعنی قسم ہے آسمان کی جس میں اللہ تعالیٰ نے رجع کو رکھا ہے۔ سماء کا لفظ فضا اور جو اور بارش اور بلندی کے معنوں میں بولا جاتا ہے رجع بار بار۔ وقت پر آنے والی چیز کو کہتی ہیں بارش برسات میں بار بار آتی ہے اس لئے اس کا نام ہی رجع ہے۔ اسی طرح آسمانی بارش بھی اپنے وقتوں پر آتی ہے **والارض ذات الصدع** اور قسم ہے زمین کی کہ وہ اُن وقتوں میں پھوٹ نکلتی ہے اور سبزہ نکالتی ہے بارش کی جڑھ زمین ہے زمین کا پانی جو بخارات بنکر اوپر اُڑ جاتا ہے وہ کرہ زمہریر میں پہونچکر بارش بن کر واپس آتا ہے اور اس صورت میں چونکہ وہ آسمان سے آتا ہے اس لئے آسمانی کہلاتا ہے پھر بارش کی ضرورت کے لئے ایک اور وقت خاص ہے جب مزارعین کو ضرورت ہوتی ہے اگر بیائی کے بعد پڑے تو کچھہ ہی نہ ہے اور پھر بعض اوقات نشو و نما کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ غرض بارش اور مینہ کی ضرورت اور اس کے مفاد اور اس کے آسمان سے آنے کا نظارہ بالکل بدیہی ہے اور ایک ادنےٰ درجہ کی عقل رکھنے والا گنوار دہقان بھی جانتا ہے علاوہ ازیں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر آسمانی بارش نہو تو زمینی پانی بھی خشک ہونے لگتے ہیں چنانچہ امساک باران کے دنوں میں بہت سے کنوئیں خشک ہو جاتے ہیں اور اکثروں میں پانی بہت ہی کم رہ جاتا ہے۔ لیکن جب آسمان سے بارش آتی ہے تو زمینی پانیوں میں بھی ایک جوش اور تموج پیدا ہونے لگتا ہے۔ میرا مطلب اس مقام پر اس مثال کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان قسموں کو ایک اور امر کے لئے بطور شاہد قرار دیا ہے کیونکہ ان نظاروں سے تو ایک معمولی زمیندار بھی واقف ہی ہے اور وہ امر جو ان کے ذریعہ ثابت کیا ہے وہ یہ ہے۔

انه لقول فصل وما هو بالهزل

بے شک یہ خدا کا کلام ہے اور قول فصل ہے۔ اور وہ عین وقت پر ضرورت حقہ کے ساتھہ اور حق و حکمت کیسا نہ آیا ہے

بیہودہ طور پر نہیں آیا۔

اب دیکھ لو کہ قرآن شریف جس وقت نازل ہوا ہے کیا اس وقت نظام روحانی یہ نہیں چاہتا تھا کہ خدا کا کلام نازل ہو۔ اور کوئی مرد آسمانی آوے جو اس گم شدہ متاع کو واپس دلائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت کی تاریخ پڑھو تو معلوم ہو جاوے گا کہ دنیا کی کیا حالت تھی خدا تعالےٰ کی پرستش دنیا سے اُٹھ گئی تھی اور توحید کا نقش پا مٹ چکا تھا باطل پرستی اور معبودان باطلہ کی پرستش نے اللہ جلشانہ کی جگہ لے رکھی تھی۔ دنیا پر جہالت اور ظلمت کا ایک خوفناک پردہ چھایا ہوا تھا۔ دنیا کے تختہ پر کوئی ملک کوئی قطعہ کوئی سرزمین ایسی نہ رہ گئی تھی جہاں خدائے واحد ہاں حیّ و قیوم خدا کی پرستش ہوتی ہو۔ عیسائیوں کی مردہ پرست قوم تثلیث کے چکر میں پھنسی ہوئی تھی اور ویدوں میں توحید کا بے جا دعوےٰ کرنے والے ہندوستان کے رہنے والے ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کے پوجاری تھے غرض خود خدا تعالیٰ نے جو نقشہ اُس وقت کی حالت کا ان الفاظ میں کھینچا ہے ظهر الفساد فی البر و البحر یہ بالکل سچا ہے اور اس سے بہتر انسانی زبان اور قلم اس حالت کو بیان نہیں کر سکتی۔ اب دیکھو کہ جیسے خدا تعالیٰ کا قانون عام ہے کہ عین امساک بارش کے وقت آخر اس کا فضل ہوتا ہی اور باران رحمت برس کر شادابی بخشتا ہے اسی طرح پر ایسے وقت میں ضرور تھا کہ خدا کا کلام آسمان سے نازل ہوتا۔ گویا ان جسمانی بارش کے نظام کو دکھا کر روحانی بارش کے نظام کی طرف رہبری کی ہے اب اس سے کون انکار کرے گا کہ بارش ہمارے مقاصد کے موافق ہوتی ہے اس سے مطلب یہ ہے کہ جیسے وہ نظام رکھا ہی اسی طرح دوسری بارشوں کے لئے وقت رکھے ہیں اب دیکھ لو کہ کیا یہ بارش روحانی کا ذکر نہ تھا۔ کس قدر جھگڑے تم لوگوں میں بپا تھے اعمال گندے اور ایمان بھی گندے تھے اور دنیا ہلاکت کے گڑھے میں گرنے والی تھی پھر وہ کیونکر اپنے فضل کا مینہ نہ برساتا۔ جس نے جسم فانی کی حفاظت کے لئے ایک خاص نظام رکھا ہے پھر روحانی نظام کو کیونکر چھوڑتا۔ اس لئے بارش کے نظام کو بطور شاہد پیش کر کے قسم کے رنگ میں استعمال کیا کیونکہ امر نبوت ایک روحانی اور نظری امر تھا اور کفار عرب اس نظام کو نہ سمجھ سکتے تھے اس لئے وہ پہلا نظام پیش کر کے انکو سمجھا دیا۔

غرض یہ ایک سر ہے جسکو جاہلوں نے سمجھا نہیں اور اپنی نادانی اور عداوت حق کی بنا پر اعتراض کر دیا ہے اصل مفہوم کو جو اللہ تعالیٰ نے اس میں مقصود رکھا تھا چھوڑ دیا اسی طرح پر ایک نادان کہتا ہے کہ من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا (کون شخص ہے جو اللہ کو قرض دے) اسکا مفہوم یہ ہے کہ گویا معاذ اللہ خدا بھوکا ہے احمق نہیں سمجھتا کہ اس سے بھوکا ہونا کہاں سے نکلتا ہے یہاں قرض کا مفہوم اصل تو یہ ہے کہ ایسی چیزیں جس کے واپس کرنے کا وعدہ ہوتا ہے اس کے ساتھ افلاس اپنی طرف سے لگا لیتا ہے۔ یہاں قرض سے مراد یہ ہے کہ کون ہے جو خدا تعالیٰ کو اعمال صالحہ دے اللہ تعالیٰ اُنکی جزا اُسے کئی گنا کر کے دیتا ہے یہ خدا کی شان کے لائق ہے جو سلسلہ عبودیت کا ربوبیت کے ساتھ ہے اُسپر غور کرنے سے اُس کا یہ مفہوم صاف سمجھ میں آتا ہے کیونکہ خدا تعالےٰ بدون کسی نیکی۔ دعا۔ اور التجا اور بدون تفرقہ کافر و مومن کے ہر ایک کی پرورش فرما رہا ہے اور اپنی ربوبیت اور رحمانیت کے فیض سے سب کو فیض پہونچا رہا ہے پھر وہ کسی کی نیکیوں کو کب ضائع کرے گا۔ اسکی شان تو یہ ہے من یعمل مثقال ذرة خیرا یره جو ذرہ بھی نیکی کرے اُس کا بھی اجر دیتا ہے اور جو ذرہ بدی کرے گا اُس کی پاداش بھی ملے گی۔ یہ ہے قرض کا اصل مفہوم جو اس آیت سے پایا جاتا ہے چونکہ اصل مفہوم قرض کا اس سے پایا جاتا تھا اس لئے یہی کہدیا من یقرض اللہ قرضا حسنا اور اسکی تفسیر اس آیت میں موجود ہے من یعمل مثقال ذرة خیرا یره۔ جاہل عیسائی جنھوں نے ایک عاجز اور ناتوان انسان کو خدا بنا لیا ہے اور اپنی بدکاریوں اور گناہوں کی گٹھڑی اس کے سر پر رکھدی ہے اور اسے ملعون تسلیم کیا ہے باوجودیکہ ان کے پاس لعنت کے سوا کچھ بھی نہیں دوسروں پر اعتراض کرتے ہیں چونکہ خدا تعالیٰ کی پاک شریعت کو کفارہ کی بنا پر رد کر چکے ہیں اعمال صالحہ میں جو ایک لذت اور سرور ہوتا ہے وہ انھیں حاصل نہیں رہا۔ اور خدا تعالیٰ کے سارے راستبازوں کو بٹ مار اور ڈاکو قرار دینے کی وجہ سے ان پر وہ لعنت پڑی ہے۔ اس لئے یہ بات کبھی بھولنی نہیں چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے راستبازوں کا انکار اور تکذیب ایک ایسی شئے ہے جو انسانکو ہلاک کر دیتی ہے اور اسکی روحانی طاقتوں اور قوتوں کے لئے زہر قاتل کا کام کرتی ہے جو صادق کی نسبت سوءظن کرتا ہے اور اسکی بے ادبی کرتا ہے وہ حقائق اور معارف سے

بے نصیب کر دیا جاتا ہے یہ لعنت عیسائیوں پر پڑی ہے کہ انھوں نے سارے راستبازوں کو خطا کار ٹھیرایا

غرض اس آیت میں یہ لطیفہ ہے کہ بارشوں کا جسمانی طور پر ایک نظام ہے لوگ جانتے ہیں کہ اب بارش کے دن قریب ہیں مثلاً یہ جانتے ہیں کہ پوہ اور ماگھ کے دنوں میں بارش ہوتی ہے اور ساون اور بھادوں کے دنوں میں ہوتی ہے۔ پھر ایک یہ راز ہے کہ بارش بیہودہ کبھی نہیں ہوتی درحقیقت وہی اوقات بارش کے لئے مفید ہوتے ہیں۔ اسی طرح پر روحانی بارشوں کا سلسلہ چلتا ہے یہ ایک نظری بحث ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے موٹی موٹی باتوں کو بطور شواہد کے پیش کیا ہے اور **قسم** کا لفظ **شاہد** کے قائم مقام بیان فرمایا۔ اس لفظ کو اسی طرح بیان کیا ہے جسطرح پر قرض کے لفظ کو جسے میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔

اب ایک بات اور قابل غور ہے کہ ایک بارش تخم ریزی کے لئے ہوتی ہے اور پھر ایک بارش اس تخم کے نشوونما اور سرسبزی کے لئے ہوتی ہے اسی طرح پر نبوت کی بارش تخم ریزی کے لئے ہوتی ہے۔ اور محدثین اور مجددین کی بارش جو **نحن نزلنا الذکر و انا له لحٰفظون** کے ضمن میں داخل ہیں اس تخم کے بارور کرنے اور نشوونما دینے کے لئے۔ میں نے بارہا اس امر کا ذکر کیا ہے کہ نبوت الوہیت کے لئے بطور میخ کے ہوتی ہے جو شخص نبوت کا انکار کرتا ہے رفتہ رفتہ وہ الوہیت کے انکار تک پہونچ جاتا ہے اور نبوت کے لئے ولایت بطور میخ کے ہوتی ہے ولی کے انکار سے رفتہ رفتہ سلب ایمان ہو جاتا ہے۔

اسوقت دیکھو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرہ سو برس سے زائد عرصہ گذر گیا اگر خدا تعالیٰ اسوقت تک بالکل خاموش رہتا اور اپنی تجلی نہ فرماتا تو اسلام ایک قصہ اور کہانی سے بڑھکر کوئی وقعت نہ رکھتا اور اسکو دوسرے مذاہب پر کوئی خصوصیت اور فضیلت نہ ہوتی جیسے ہندو اپنے بزرگوں سے منسوب خوارق کو پرانوں اور شاستروں میں لکھا ہوا بیان کرتے ہیں اور دکھا کچھ نہیں سکتے اسی طرح پر اسلام کے اعجازی نشانوں کا ذکر مسلمانوں کی کتابوں ہی میں بتاتے اور دکھا کچھ نہ سکتے تو دوسرے مذاہب پر اسکو کیا فضیلت رہتی۔ اور انسان کی فطرت اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ اگر اسے دوسرے پر کوئی فضیلت نظر نہ آئے تو اس سے بے رغبتی اور بے دلی ظاہر کرتا ہے اسطرح پر گویا اسلام سے ایک قسم کا ضعف ایمان پیدا ہوتا...... کیونکہ بدون فضیلت کے ایمان قوی رہ سکتا ہی نہیں اس لئے نبوت کی زراعت کے واسطے **ولایت** ایک باڑ لگا دی گئی ہے پس غور کر کے دیکھو کہ قسم پر اعتراض کرنے والوں کا جواب کیسا صاف اور لطیف ہے۔

اس مضمون کو دیکھکر انسان کس قدر انشراح کے ساتھ قبول کر سکتا ہے کہ قرآن کریم کسقدر عالی مضامین کو کیسے انداز اور طرز سے بیان کرتا ہے۔

پھر قرآن شریف میں ایک مقام پر رات کی قسم کھائی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ اسوقت کی قسم ہے جب وحی کا سلسلہ بند تھا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ ایک مقام ہے جو ان لوگوں کے لئے جو سلسلہ وحی سے افاضہ حاصل کرتے ہیں آتا ہے۔ وحی کے سلسلہ سے شوق اور محبت بڑھتی ہے لیکن **مفارقت** میں بھی ایک کشش ہوتی ہے جو محبت کے مدارج عالیہ پر پہونچاتی ہے اللہ تعالیٰ نے اسکو بھی ایک ذریعہ قرار دیا ہے کیونکہ اس سے قلق اور کرب میں ترقی ہوتی ہے اور روح میں ایک بیقراری اور اضطراب پیدا ہوتا ہے جس سے وہ دعاؤں کی روح اس میں نفخ کی جاتی ہے کہ وہ آستانۂ الوہیت پر یا رب یا رب کہکر اور بڑے جوش اور شوق اور جذبہ کے ساتھ دوڑتی ہے جیسا کہ ایک بچہ جو تھوڑی دیر کے لئے ماں کی چھاتیوں سے الگ رکھا گیا ہو بے اختیار ہو ہو کر ماں کی طرف دوڑتا اور چلاتا ہے اسی طرح پر بلکہ اس سے بھی بے حد اضطراب کے ساتھ روح اللہ کی طرف دوڑتی ہے اور اس دوڑ دھوپ اور قلق و کرب میں وہ لذت اور سرور ہوتا ہے جسکو ہم بیان نہیں کر سکتے۔ یاد رکھو روح میں جسقدر اضطراب اور بیقراری خدا تعالیٰ کے لئے ہوگی اسی قدر دعاؤں کی توفیق ملے گی اور ان میں قبولیت کا نفخ ہوگا۔

غرض یہ ایک زمانہ ماموروں اور مرسلوں اور ان لوگوں پر جن کے ساتھ مکالمات الٰہیہ کا ایک تعلق ہوتا ہے آتا ہے اور اس سے غرض اللہ تعالیٰ کی یہ ہوتی ہے کہ تا انکو محبت کی چاشنی اور قبولیت دعا کے ذوق سے حصہ دے اور انکو اعلیٰ مدارج پر پہونچا دے۔ تو یہاں جو **ضحیٰ** اور **لیل** کی قسم کھائی۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج عالیہ اور مراتب محبت کا اظہار ہے اور آگے پیغمبر خدا کا ابرا کیا کہ دیکھو دن اور رات جو بنائے ہیں انہیں کسقدر وقفہ ایک دوسرے میں ڈالدیا ہے **ضحیٰ** کا وقت بھی دیکھو اور تاریکی کا وقت بھی خیال کرو **ما ودعک ربک** خدا تعالیٰ نے تجھے رخصت نہیں کر دیا اس نے تجھسے کینہ نہیں کیا بلکہ ہمارا یہ ایک قانون ہے جیسے رات اور دن کو بنایا ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بھی ایک قانون ہے کہ بعض وقت وحی کو بند کر دیا جاتا ہے تاکہ انہیں دعاؤں کے لئے زیادہ جوش

بقیہ مضمون

قرآن کریم کی پیشگوئیوں کی حقیقت

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۲۰ جلد ۵

ایسی حالت میں صاف ظاہر ہے کہ کہاں تک وہ جوش میں ہوں گے۔ اور ان کے پاس اسباب ظاہری اور سامان دنیوی کسقدر ہے کہ ایک بیکس تنہا شخص کو اس کے کردار کی سزا دے سکیں۔ اور آپ کے ساتھ انہیں یہ کہکر بار بار جوش دلایا جاتا ہے و اللہ یعصمک من الناس۔ یعنی ان ناپاک مشرکین کے ہاتھ سے خدا تجھے کوئی گزند پہونچنے نہ دے گا۔ اس لفظ **اللہ** میں نگاہ عمیق کرنے سے یہ سر نظر آتا ہے کہ گو ان

نبوت کا قطعی ثبوت

اعدا کے پاس ظاہری اسباب کی کوئی کمی نہیں اور اس لئے اقرب الی القیاس یہی ہو سکتا ہے کہ ایک اکیلا اور بے سامان شخص ہلاک ہو جائے۔ مگر عنقریب ایسی اسباب جمع ہو جائیں گے جو ظاہر بین انسانوں سے بالکل مخفی ہیں اور جو اپنے ظہور و بروز کے وقت ثابت کردیں گے کہ واقعی یہ انسان ایسی ہستی کے بلائے بولا اور ایسی قوی پناہ کی حوصلہ پہ اکیلا میدان میں نکل پڑا تھا جو ابنائے عالم کے گمانوں کے خلاف دن رات عالم پر محیط اور ان کے باریک رابطہ علل و نتایج سے واقف ہے۔ اسی کو دوسرے لفظوں میں کتاب حکیم یوں بیان کرتی ہے
سنریہم فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق او لم یکف بربک انہ علی کل شیء شہید

یعنی بہت جلد ہم بیرونی اور اندرونی نشانوں اور شہادتوں سے ثابت کردینگے کہ یہ حق اور صدق ہے۔ کیا یہ بات اس دعوی جلیل کی تقویت کے لئے کافی نہیں کہ وہ جس نے تجھے (ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پالا پوسا اور اپنا قائمقام کرکے دنیا میں بھیجا ہے اور اس لئے ضرور ہے کہ وہ تجھے ہلاکت کا عرضہ نہ بننے دے۔ ہاں تو کیا تیری تسلی کے لئے یہ بات کافی نہیں کہ تیرا مربی ہر ایک شئے کا نگران ہے۔ مطلب یہ کہ تمام ذرات کائنات پر اس کا تصرف دائما جاری ہے اور جبکہ ذرات عالم اور واقعات ارضی و سماوی اور ان سے جو جو نتائج و حوادث پیدا ہوتے ہیں بحیثہ خداوند خدا کی قبضہ قدرت میں ہیں جو ناگہاں ایسے خلاف امید منظر پیدا کردیتا ہوں جنکی طرف انسانی ذہن ہرگز انتقال نہیں کرسکتے تھی اور با اینہمہ جب میں تجھسے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تیرے مخالفین کو ہر طرح کے نشانوں سے عاجز و مغلوب کردوں گا تجھے کسقدر مطمئن رہنا چاہیئے۔

العرض نتیجہ کا مشترک اور واحد نکلنا اس خصوص میں قابل التفات امر نہیں۔ بڑا بھاری قابل لحاظ امر مقدمات اور مبادی امور ہیں جو تمام دنیا جہان کی نظروں میں بالکل ایک دوسرے کی ضد واقع ہوئے ہیں۔ یہ ہے ایک بڑا کھلا فرق جس سے منجانب اللہ خبر دہندہ کی پیشگوئی اور ایک پولیٹیشن کی پولیٹیکل خبر میں امتیاز کا سمجھنا کوئی مشکل بات نہیں۔ اور یہ ناواجب بہتان لگایا جاسکتا ہے کہ وہ پیشگوئی قیافہ اور نجوم کی بنا پر ہے۔ مگر ایک اور ظاہری فرق بھی ہے جو اس سے قوی تر اور لذت بخش ہے اور وہ یہ ہے کہ آسمانی انسان کے الفاظ اور دعاوی میں بہت

اس پیشگوئی کے الفاظ کا حیرت انگیز زور

سخت اور تحدی اور زور ہوتا ہے اس کے الفاظ ناقابل شک تسلی اور کامل وثوق اور غیر متزلزل طمانینت اور وقار کی مؤثر حرارت لئے ہوئے اس کے جذر قلب سے نکلتے ہیں۔ وہ اپنی کہی ہوئی بات اور غیبی خبر کے بعد مستقیم الاحوال اور بالکل غیر متبدل رہتا ہے اور ہراس اور پشیمانی یا تردد و حیرانی کا کوئی کوئی نشان اس کی صورت حال پر نمایاں نہیں ہوتا۔ اگرچہ اس کا یہ دعوی ہوتا ہے کہ اگر اس کی پیشگوئی پوری نہ ہو تو وہ بلند دعووں میں سراسر کاذب اور مفتری ثابت ہوگا اور نہ صرف یہی بلکہ سخت سے سخت قتل و ہلاکت کا مستوجب ہوگا تو بھی وہ ایسی حالت میں پیشگوئی کرکے جبکہ کوئی ظاہری سامان اس کے دعوے کی تائید میں موجود نہ ہو زندگی کے کسی وقت خلوت و جلوت میں ہراساں و پشیماں نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے مادہ پرست دنیوی لوگوں کا ہرگز یہ حال نہیں۔ ان کی اٹکل کے ساتھ پوری طمانینت اور کوہ وقاری ہرگز رفیق نہیں ہوتی۔ ان کے دعاوی تحدی آمیز اور عدم وفا کی صورت میں شدید مذلت اور ہلاکت کے ذمہ دار نہیں ہوتے۔ اس مدعا کے اثبات کے لئے اس پیشگوئی کے الفاظ میں غور کرنا ضروری ہے۔ اس کے آغاز ہی میں لفظ **الم** ہے جس کے معنی ہیں **انا اللہ اعلم** یعنی میں جو تمام علموں کا جامع خدا ہوں اور جسے تمام غیوب پر اطلاع ہے یہ پیشگوئی اپنے علم محیط سے کرتا ہوں کہ یہ بات ضرور ضرور پوری ہوگی یا اسکو انسانی طرز عبارت میں یوں سمجھو کہ حضور ہادی عالم (علیہ الصلوۃ والسلام) بڑے پرزور دعوے سے کہتے ہیں کہ عالم الغیب خدا سے مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ یہ واقعہ یوں ہی ہوکر رہے گا۔ اور عالم الغیب خدا کے لفظ میں یہ دقیقہ ہے کہ اس موجودہ صورت میں اسکی کوئی صورت بھی نہیں کہ ہمارا دعوی بیجا ہو کر اور کسی طرح بھی گنجایش نہیں کہ اس

پیشگوئی کو کوئی جلد باز ظالم نجوم قیافہ اور ملکی دقیقہ شناسی کی طرف منسوب کر سکے۔ لہذا جب یہ پوری ہو جائیگی تو صاف ثابت ہو جائے گا کہ یہ انسان کا کام نہیں بلکہ عالم الغیب خدا کا کلام ہے۔ دوسرا لفظ لله الامر من قبل ومن بعد ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ پہلے وقت میں جب رومی مغلوب ہو گئے اور اسی طرح مسلمان بھی سخت مظلوم اور مغلوب ہیں جب بھی تمام امور کی باگ اللہ کے ہاتھ میں تھی یعنی یہ ایک ابتلا اور امتحان تھا اور ہے جو اللہ تعالیٰ کی باریک مصلحتوں اور اسرار مالکیت پر مبنی ہے اور جسے متعدد مواضع میں قرآن کریم نے بتصریح بیان کیا ہے۔ اور اب آئندہ کو بھی کائنات کے تمام امور اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں اور وہ ضرور نصرت اور فتح اپنے وعدہ الست کے موافق نازل کرے گا۔ تیسرا لفظ ہی یومئذ یفرح المومنون بنصر الله یعنی اسی دن جب یہ واقعہ وقوع میں آئیگا۔ جو بطور آفاقی دلیل (ایکسٹرنل ایویڈنس) کے ہے ان مغلوب اور ضعیف مسلمانوں کی بھی فتح ہو گی جو بطور انفسی دلیل (انٹرنل ایویڈنس) کے ہیں۔ نصر الله میں الله کا لفظ وہی حق اور زور رکھتا ہے جو لله الامر من قبل ومن بعد میں بھی الله کا لفظ رکھتا ہے۔ یعنی یہ سب واقعات ایسے وجود کے علم سے بتائے جاتے اور ایسی ذات کے ہاتھ سے وقوع میں آنے والے ہیں جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے اور اس سے فائدہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی قطعاً اور حتماً پوری ہو رہے گی۔ چوتھا لفظ وهو العزیز الرحیم ہے۔ العزیز کے معنے ہیں ایسا غالب و قاہر کہ کوئی زور اور طاقت اسکا مقابلہ نہ کر سکے۔ قرآن کریم میں تدبر کرنے والے جانتے ہیں کہ جہاں جہاں خدا کو اپنا مقصود المقا و مہ زور یا بلفظ دیگر رسول کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فتح و نصرت کی پیشگوئی کا کرنا منظور ہوا۔ یا عاصیوں اور باغیوں کو کیفر کردار پر پہنچانے کی قدرت تامہ کا ظاہر کرنا مقصود ہوا وہاں آیۃ کی آخر میں العزیز کو مقطع میں وارد کیا ہے۔ اسجگہ بھی یہ پاک اسم اسی یقینی نصرت کے مفہوم کو ہمکنار لیکر آیا ہے۔ الرحیم کے یہ اشارہ ہے کہ اب اس کی رحمت نے مغلوب جماعت کے زار نالے سُن لیئے اور آئندہ کو وہ انھیں خونخوار دشمنوں کا لقمہ نہ بننے دے گا۔ پانچواں وعد الله لا یخلف الله وعدہ ہے یعنی یہ اللہ کا وعدہ ہی اور اللہ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔ یاد رہے اس جملہ میں بھی وہی لفظ الله ہے جو برابر ان موتیوں کی لڑی میں درخشاں شاہوار موتی ہے۔ اس میں ایسی بڑی بھاری تحدی اور دلی اطمینان اور سکون بھرا ہوا ہے کہ کوئی حق شناس منصف اس کے سرچشمہ کو غیر اللہ کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ انسان ضعیف اور کم علم کا کہاں یارا اور کیا حوصلہ ہے کہ ایسی بیچارگی کی صورت میں جیسی اس وقت رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تھی اتنا بڑا دعویٰ کر سکے کہ خود عالم الغیب خدا کا یہ وعدہ ہے اور اس کا خلاف ہرگز ہرگز نہ ہوگا۔ چھٹا بقیہ آیت ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ گو اس وقت کوئی سامان ان دعاوی کے پورا ہونے کا مؤید نہیں۔ اور سب میٹیریلسٹ (اسباب پرست) متفق ہیں۔ کہ یہ دوہری پیشگوئی ہرگز ہرگز پوری نہ ہوگی مگر یہ بات ضرور ضرور پوری ہوگی۔

الغرض اس بات میں اب کوئی شبہ باقی نہ رہا کہ آسمانی انسانوں اور نبیوں کی پیشگوئی میں صاف اور مبہم میں فرق ہے اور یہ امر بھی بخوبی طے ہو گیا کہ پیشگوئی کیوں اور کب حجۃ اللہ ہو سکتی ہے۔ دنیا میں ایسے آدمی بھی گذرے ہیں جو سخت گمنامی اور بینوائی کے تاریک گوشہ سے نکل کر حیرت انگیز تغیرات و انقلابات کو دکھاتے ہوئے شہرت کی جگمگاتی مسند پر بیٹھے ہیں۔

نری کامیابی شرط نہیں بلکہ تحدی کا ہونا ضروری ہے

مگر غار حرا کے خلوت گزین خدا پرست کی خارق العادہ عظمت کو اس قسم کی کوئی نظیر ایک لحظہ کے لئے بھی کمزور نہیں کر سکتی۔ ہم بتا چکے ہیں کہ اول با تحدی دعویٰ کا ہونا ضروری ہے یعنی یہ امر واجبات سے ہے کہ دعویٰ کرنے والا مخالفین کی بھاری جمعیتوں کے مقابل پر باوجود ہر طرح کی بے سامانی کے اپنے دعویٰ منجانب اللہ ہونے کی صداقت کا مدار عظیم اسی کو ٹھہرائے کہ وہ انجام کار ضرور ضرور کامیاب ہو جائے گا۔ ابتدائی اور درمیانی زمانوں میں گو خدا تعالیٰ کی باریک حکمتوں کی بنا پر اسے ناکامیاں پیش آئیں مگر آخر کار میدان اُسی کے ہاتھ رہیگا۔ چنانچہ آیت والعاقبۃ للمتقین اور اسی کے ہم معنی کئی آیتیں اسی مدعا کے اثبات کے لئے وارد ہوئیں کہ یہ راستباز آخر کار اپنے دعویٰ کے موافق ضرور کامیاب ہوگا۔ خدائے ابراہیم و اسمٰعیل (علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام) کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے اپنے آخری نبی کو (اللهم صل علیہ وسلم الاف صلوات وتسلیمات واحینی علی حبہ واملتنی علی حبہ) احسن نے

فی ذھرۃ مجبیہ) اُس صداقت اور حق کا جسے تمام انبیاء (علیہم السلام) سکھاتے آئے ہیں ایسا کامل و مکمل نمونہ بنایا ہے کہ تمام گستاخ معترضوں اور خردہ گیروں کے تیر اُس چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ اور حقیقی مسلمان آج بھی جیسے کہ ہمیشہ سے اسبات کا دعوی کر سکتے اور کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وجود باجود نہ ہوتا تو نہ صرف گذشتہ راستبازوں کی راستبازی اور ان کے دعاوی مشتبہ اور ضعیف الثبوت رہ جاتے بلکہ خود خداوند عالم و عالمیان (جل شانہ وعز اسمہ) کے غیب الغیب وجود کا یقینی اور قطعی اور شہودی ثبوت عالم کو نہ ملتا اسی باریک نکتہ کی طرف یہ آیۃ شریفہ جو ضرورت وجود قرآن کا دعوی کرتی ہے اشارہ کرتی ہے۔ وھذا کتاب انزلنٰہ مبارک مصدق الذی بین یدیہ ولتنذر ام القریٰ ومن حولھا۔

پیشگوئی زندہ مذہب کا پھل اور نشان ہے اور ضرورت قرآنی کا ثبوت۔

اور اس عظیم کتاب کو جسے نازل کیا۔ اسکی ایک بڑی صفت یہ ہے کہ یہ مبارک ہے یعنی اس کے ثمرات اور برکتیں جو زندہ مذہب کی نشانیاں ہیں سدا جاری رہنے والی ہیں۔ توریت و انجیل کی روشنی اور ہدایت اس قابل نہ رہی کہ اس سے آئندہ کو لوگ اپنے چراغ روشن کر سکیں اور نہ اُن کے پیرووں میں زندہ مذہب کے کوئی نشان باقی رہے اسلئے ضرور ہوا کہ ایسی علمی و عملی علامات سے بھری ہوئی کتاب دنیا میں نازل ہو جو ہر زمانہ میں اپنی زندہ برکتوں اور زبردست نشانوں کے ساتھ اپنے منجانب اللہ ہونے کے دعوی کا ثبوت دے سکے۔ اور اس کے پیرووں میں بھی وہ برکات و ثمرات تازہ بتازہ نظر آتے رہیں جن کا کل راستباز دعوی کرتے چلے آئے ہیں سو اگلی کتابوں کی تعلیم و تاثیر کے مردہ ہو جانے سے ہی اس مبارک کتاب (قرآن) کی شدید ضرورت ثابت ہوئی - ثمرات و برکات اور زندہ نشانوں سے مطلب یہ ہے کہ تین بڑی اصلیں جو الٰہی کتاب کی تعلیم کی علت غائی ہیں یعنی ثبوت توحید ثبوت نبوت اور ثبوت معاد ہر زمانہ میں وہ کتاب اپنی پاک تاثیر سے اپنے پیرووں کے ذریعہ سے ان کا اس طرح ثبوت دے سکے کہ منکران وجود باری تعالی۔ وجود انبیاء (علیہم السلام) اور منکرات قیامت اس کے قاطع ثبوت کے سامنے کسی طرح بھی دم نہ مار سکیں۔ اور یہ بات پیشگوئیوں سے جو عالم الغیب۔ قادر مطلق اور مدبر بالارادہ خدا کا مسکت ثبوت دیتی ہیں پوری طرح حاصل ہو سکتی ہے اور یہ برکت صرف قرآن کریم میں ہے اسی بنا پر اسکو اللہ تعالی نے جو اسکا نازل کرنے والا ہے مبارک فرمایا ہے۔ دوسری صفت اسکی مصدق ہے یعنی توریت و انجیل کے انبیاء کی ناتمام پیشگوئیوں اور ناقص تعلیمات کی تصدیق و تکمیل کے لئے ایک کتاب کے نزول کی شدید ضرورت تھی جسے قرآن کریم نے پورا کیا ہے قرآن کے اس دعوے کا ثبوت ایک الگ وسیع مضمون چاہتا ہے جس کی اس مضمون میں گنجایش نہیں۔ اگر اللہ تعالی نے توفیق دی تو کسی وقت اسپر لکھا جائے گا۔ تیسری صفت اسکی یہ ہے کہ یہ کتاب ام القریٰ اور اس کے بعد تمام دنیا کے لیے تذیر ہے۔ یہ بات بھی بڑی تفصیل و بسط چاہتی ہے کہ کس طرح توریت و انجیل اہل عرب پر خصوصاً باوجودیکہ ان کے حامی بڑی مدتوں سے اہل عرب کے ہمسائے تھے اپنی تاثیر پہونچانے سے قاصر رہیں۔ دنیا کے بڑے بڑے فضلا کا اعتراف ہے کہ بیبل شرک و کفر کا مقابلہ کرنے اور اُس کے استیصال سے ہرگز عہدہ برآ نہیں ہوئی۔ اور آج کل یورپ کی سیاہ بدکاری نے جو وبائے عالمگیر کی طرح اسپر محیط ہو رہی ہے بہت سے خداترس علما کو اسبات کا اقرار کرنے پر اضطراراً مجبور کر دیا ہے کہ بیبل میں انسداد جرائم کی ہرگز طاقت نہیں اور اکثر تو صاف صاف لکھنے لگ گئے ہیں کہ قرآن کی حکومت کو سر پر اُٹھانے کے سوا یورپ زنا شراب خواری اور جوے کے خونخوار ابلیس کی غلامی سے نجات پا نہیں سکتا۔ اور درحقیقت عقیدہ کفارہ جو عیسویت کا ستون اور ہر طرح کی ناجائز آزادی کا پروانہ ہے اور بت پرستی تناسخ برہمویت وغیرہ تمام شنیع قباحتیں ان تمام مفاسد کے ازالہ کیلئے قرآن کریم کے سوا کوئی کاری حربہ نہیں و الحمد للہ علی ذلک۔

قرآن کریم کے کتاب مبارک ہونے کا ثبوت اس زمانہ میں صرف امام زمان مرزا غلام احمد قادیانی نے دیا ہے

اب قرآن کریم کے اس دعوے کا ثبوت کہ زندہ برکتیں اور ہر زمانہ کے لیے تازہ خدائی نشان صرف اسی کے پیرو میں

پائے جاتے ہیں۔ بحث طلب امر ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ یہ بحث بہت جلد بڑی صفائی سے طے ہو جاتی ہے اس زمانہ میں جو مغربی علوم اور دیگر مختلف تقاضاؤں سے ایسی آزادی پھیلی ہے کہ ہر طرف سے قرآن کریم کی صداقتوں پر حملے شروع ہوئے اور وہ نبیوں اصول جنکی تعلیم و اشاعت کے لئے نبیوں کی پاک جماعت اس دنیا میں مبعوث ہوئی احمقوں اور سادہ دلوں کے نزدیک دل خوش کن موضوعہ کہانیاں تصور کئے جانے لگے تو خدائے غیور نے (جس کا پاک قول ہے وھو الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا یعنی اسی نے رات (کفر) اور دن (نور نبوت) کی فطرت میں اس قسم کا نوبتی دورہ اور متداول چکر رکھا ہے جس سے غرض یہ ہے کہ کفر و بدعت کی مہیب تاریکی اور جانگزا آفت کی بعد حق و صدق کی درخشاں روشنی کی حق کے بھوکے اور پیاسے پوری قدر کریں اور ان تاریکیوں کے دل دوز واقعات سے عبرت پکڑیں) حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد الوقت۔ امام زمان اور مسیح موعود کر کے مبعوث فرمایا کہ ہر قسم کے معترضوں اور منکروں پر اسکی غالب و بالغ حجت پوری ہو جائے۔

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اس زمانہ میں دہریت اور میٹیریلزم عام طور پر پھیل گئی ہے۔ نہ صرف یورپ کو ہی اسبات پر ناز ہے کہ اس نے علوم جدیدہ کی اشاعت عامہ کے ذریعہ اپنے تمام بچوں کو مذہب کے فضول اشغال اور اللہ تعالیٰ کے وجود کے اقرار اور اس کی مخلصانہ عبادت۔ یوم الجزا کے بکھیڑوں اور جنت اور جہنم کے وعدو وعید کے بندھنوں سے آزاد کر دیا ہے بلکہ ہندوستان کی حالت بھی ویسا ہی افسوسناک نقشہ دکھاتی ہے کہیں تو صاف اور بدیہی طور پر باری تعالیٰ کا انکار ہو رہا ہے اور کہیں عملی طور پر (اور یہی عام ہے) دکھایا جاتا ہے کہ کوئی خدا نہیں۔ دنیا اسباب کی دیوی کی پوجا میں ایسی منہمک ہو رہی ہے کہ مسبب حقیقی پر توکل کرنا جس کے معنے ہیں اسباب عادیہ حسیہ مشہودہ سے ورا ایسی مخفی اور غیر مرئی اسباب پر اعتقاد لانا جنکے اظہار پر اور ان سے بالکل غیر مترقبہ نتائج کے پیدا کرنے پر وہ مدبر بالارادہ متصرف الاشیاء خدائے قدوس قادر ہے ضعف دل اور جہل کا نتیجہ سمجھا جاتا ہے باری تعالیٰ کی ذات پاک اور اسکی صفات کاملہ کی نسبت واثق یقین اور لذت بخش اعتقاد دلوں سے بالکل اٹھ گیا ہے۔ انشاء اللہ اس مضمون پر پوری بحث حضرت مسیح زمان کی سوانح عمری میں کی جائیگی۔ غرض عام طور پر علمی اور عملی دہریت پھیل گئی ہے۔ ایسی حالت میں عیسائی تو کیا ان فسادات کے انسداد و اصلاح کی تدبیر کر سکتے کیونکہ انھی کی سرزمینیں اولاً و بالذات ان قباحتوں کا منبع و مخرج ہیں اور انکی مسلمہ کتابیں اس بڑے مقابلہ یعنی علم و مذہب کی جنگ میں مردہ ثابت ہو چکی ہیں۔ خود اس مبارک کتاب اور زندہ نوشتہ (قرآن کریم) کے ماننے والے اسی زہریلی ہوا سے متاثر ہو کر اس مقابلہ کے میدان میں نکلنے سے جی چرانے لگے اور لگے اس نامی پہلوان (یورپین علوم) کے پاس پیغام صلح پہونچانے۔ چنانچہ برکات قرآنیہ کے انکار (انکار تاثیر دعا انکار صداقت رویا۔ کشف۔ الہام۔ انکار تکلم باری تعالیٰ۔ اقرار انقطاع فیوض انبیاء علیہم السلام۔ انکار بعثت مجددان ملت۔ وغیرہ وغیرہ) سے انھوں نے ثابت کر دیا کہ ان کے ہاتھوں میں بھی سوائے مردہ اور منقولی مذہب اور افسانوں کے اور کچھ نہیں۔ غرض جب خدای علیم و حکیم نے آسمان سے زمین پر نگاہ کی کر دیکھے ان میں ایک بھی ایسا ہے جو اسکے ازلی ابدی متکلم۔ قادر مطلق۔ عالم الکلیات والجزئیات اور کل یوم ھو فی شان ہونے کا ثبوت دے سکے۔ اور کوئی ایک بھی ہے جو انہیں سے اس کی صفات کاملہ کا (کہ منجملہ انکے انبیا کا ارسال کرنا معہ ان کے تمام خواص غیر منفکہ کے ..... اور ملائکہ کا اسی عالم میں برگزیدہ بندوں پر بھیجنا ہے) بے ریب یقین لوگوں کو دلا سکے تب اس نے ایک حقیر اور گمنام گاؤں (قادیان) سے ایک شخص کو اجتبا و اصطفا کی مبارک خلعت پہنائی اور اس امر کے لئے کہ سارے جہان کو اپنی فوق العوق قدرتوں۔ اپنی ہمہ علمی اور اپنے صادق مواعید کا ناقابل نقض یقین دلائے ایسے انسان کو چنا جو درحقیقت اپنے آقا و مخدوم اپنے محبوب و مرشد نبی امی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح بے کس بے بس۔ مہجور و متروک خویش و بیگانہ۔ ہر قسم کے علمی سرمایہ سے بے بضاعت۔ گمنام۔ گوشہ گزین مجرد از ہر زیب عالم سے محض ناواقف غرض سیدھا سادا پاک دل نوٹ انسان تھا۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنی تعلیم کی حقیت یا یوں کہو قرآن کی حقیت اور

حضرت امام زمان کی پیشگوئی آتھم کے بارہ میں نصارا پر۔ زواج کی بارہ میں مسلمانوں پر۔ لیکھرام کے بارہ میں ہندوؤں پر قاطع حجت اور اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا بھاری نشان ہے

ڈائری امام علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دین کی تائید میں عجیب در عجیب پر زور مضامین کے لکھے جانے پر گفتگو تھی فرمایا۔ (مہوتسو کے جلسہ اعظم مذاہب کے واسطے جب ہم نے مضمون لکھا تو طبیعت بہت علیل تھی اور وقت نہایت تنگ تھا اور ہم نے مضمون جلدی کے ساتھ اُسی تکلیف کی حالت میں لیٹے ہوئے لکھا یا اُسکو سنکر احباب میں سے ایک نے کچھ ناپسندیدگی کا منہ بنایا اور پسند نہ کیا کہ مذاہب کے اتنے بڑے عظیم الشان جلسہ میں وہ مضمون پڑھا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم اُس مضمون کے غالب رہنے کی خبر دی گئی اور بالآخر جب وہ مضمون پڑھا گیا تو مخالفین نے بھی اُسی جلسہ میں اقرار کیا کہ اسلام کی فتح ہوگئی۔ شروع میں اُس مضمون پر راضی نہ ہونے والے دوست کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جسکو ایک دفعہ دہلی جانے کا اتفاق ہوا تو اُسے کہا گیا کہ واپس ہوتے ہوئے ہمارے واسطے فلاں عطار کی دوکان سے عطر کی ایک شیشی لیتے آنا۔ جب وہ شخص دہلی میں اُس عطار کی دوکان پر پہونچا تو اُس نے دیکھا کہ قسم قسم کے عطر نہایت خوبصورت شیشیوں میں بھرے پڑے ہیں اور دوکان خوشبو سے مہک رہی ہے اور لوگ اپنی اپنی ضرورت کے موافق عطر خرید رہے ہیں۔ پس اُس نے بھی فرمائش کے مطابق ایک شیشی عطر کی خریدی پر اسقدر خوشبودار عطروں کے پاس ہونے کے سبب اُسکو اپنی خریدی ہوئی شیشی چنداں خوشبودار معلوم نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ اُس نے جرأت کرکے عطار کو شکایت کے طور پر کہا کہ یہ شیشی عطر کی تو مجھکو بہت دور سے جانی ہے اور لوگ شوق سے آکر اسکو دیکھیں گے کہ یہ مشہور دوکان سے آئی ہے پر افسوس کہ تو نے اپنے نام کی عزت کے لائق مجھے عطر نہیں دیا جو بہت خوشبودار اور لطیف ہوتا۔ عطار نے جواب دیا کہ تو اسکو لے جا اور ایسا نہ سمجھ کہ یہ ادنیٰ عطر ہے باہر جاکر تو اس کی قدر و قیمت کو معلوم کرے گا۔ پس وہ وہاں سے چل پڑا اور اپنے وطن کا راہ لیا اور اُس شیشی کو اپنے ساتھ رکھا وہ جس راہ سے گذرتا تھا اُس راہ پر پیچھے سے آنے والے اُس عطر کی خوشبو کو پاتے اور آپس میں کہتے کہ یہاں سے کوئی شخص نہایت خوشبودار عطر لیکر گذرا ہے۔)

یہ بات پیش ہوئی کہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضور کے اس الہام (وحی) میں کہ انا انزلناہ قریبا من القادیان لفظ قادیان پر ال کیوں آیا ہے حضرت اقدس امام علیہ السلام نے فرمایا کہ (اول تو اور بھی کئی ایک گاؤں کا نام قادیان ہے اس واسطے ال آیا ہے اور دویم یہ کہ یہ لفظ اصل میں قاضیان تھا یعنی اس گاؤں کا پہلا نام قاضیان تھا اور اس نام میں خدا تعالیٰ نے ایک پیشگوئی رکھی ہوئی تھی کہ اس جگہ وہ شخص پیدا ہوگا جو حکما عدلا ہوگا اس لئے ایک وصفی مادہ کے محفوظ رکھنے کے واسطے اس لفظ پر ال لایا گیا۔)

۲۳ جون سنہ ۱۹۰۱ء

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی تعریف میں جو فرمایا ہے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ (ایک تو اس کے یہ معنے ہیں کہ قرآن شریف کی ایسی تاثیر ہے کہ اگر پہاڑ پر وہ اُترتا تو پہاڑ خوف خدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور زمین کے ساتھ مل جاتا۔ جب جمادات پر اُسکی ایسی تاثیر ہے تو بڑے ہی بے وقوف وہ لوگ ہیں جو اُسکی تاثیر سے فائدہ نہیں اُٹھاتے اور دوسرے اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص محبت الٰہی اور رضائے الٰہی کو حاصل نہیں کرسکتا جب تک دو صفتیں اُس میں پیدا نہ ہو جائیں اول تکبر کو توڑنا جس طرح کہ کھڑا ہوا پہاڑ جس نے سر اونچا کیا ہوا ہوتا ہے گر کر زمین سے ہموار ہو جائے۔ اسی طرح انسان کو چاہیئے کہ تمام تکبر اور بڑائی کے خیالات کو دور کرکے عاجزی اور خاکساری کو اختیار کرے اور دوسرا یہ ہے کہ پہلے تمام تعلقات اُس کے ٹوٹ جائیں جیسا کہ پہاڑ گر کر متصدعا ہو جاتا ہے۔ اینٹ سے اینٹ جدا ہو جاتی ہے ایسا ہی اس کے پہلے تعلقات جو موجب گندگی اور الٰہی نارضامندی کے تھے وہ سب تعلقات ٹوٹ جائیں اور اب اس کی ملاقاتیں اور دوستیاں اور محبتیں اور عداوتیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے رہ جائیں۔)

فرمایا

(حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسیح موعود کو السلام علیکم* کہا ہے اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ باوجود لوگوں کی سخت مخالفتوں کے اور ان کے طرح طرح کے بد اور جانستان منصوبوں کے وہ سلامتی میں رہیگا اور کامیاب ہوگا ہم کبھی اس بات پر یقین اور اعتقاد نہیں کرسکتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معمولی طور سے سلام فرمایا آنحضرتؐ کے لفظ لفظ میں معارف و اسرار ہیں۔)

مفتی محمد صادق

* فٹ نوٹ۔ خود حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک الہام ہوا تھا۔ سلامت بر تو اے مرد سلامت۔ اس الہام کی تصدیق مقدمات میں سے بری ہونے پر بھی ہوئی۔ اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دفعہ بخار آیا۔ تو الہام ہوا السلام علیکم چنانچہ اس کے بعد بہت جلد تندرست ہوگئے۔ ان الہامات سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے

بقیہ تقریر
حضرت مولٰنا عبد الکریم صاحب

سلسلہ کے لیئے دیکھو نمبر ۲ جلد ۵

ان باتوں سے پتہ ملتا ہے کہ فطرت انسانی میں ہٹ تو ہو اگر دلچسپی نہو۔ میں ان مشاہدات اور واقعات پر مدتوں غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ ایمان جس کا ذکل خدا کی صفات ہے جسکو اس کا ہی لطف اور ذوق ہے۔ وہ سارے دکھونکو جھیل سکتا اور ہر قسم کی مشکلات کو برداشت کرسکتا ہے۔ صحابہ کرام کی تاریخیں پڑھکر جہالت کے زمانہ میں خیال آتا تھا کہ یہ وہمی باتیں ہیں مگر زمانہ نے اس راز سربستہ کو کھول دیا ہے کہ یہ واقعی بات ہے ایک قوم نے کرکے دکھا دیا ہے۔ خدا تعالی نے واقعی طور پر دکھا دیا کہ صحابہ کرام واقعی اس امانت کو اٹھانے والے تھے پھر زمانہ کی رفتار نے اسکو کم کر دیا۔ اب مسلمانوں کی موجودہ حالت کی طرف غور کرو اور دیکھو کہ انکا کیا حال ہے۔ مجھے مسلمانوں کی موجودہ حالت پر نوحہ سرائی کی ضرورت نہیں ہے۔ ملک بھر میں شور مچا ہوا ہے اور واقعی شور ہے کہ مسلمان ہر حیثیت اور ہر پہلو سے تنزل کی حالت میں ہیں اور اس تنزل کے وجوہات بھی ہر ایک نے اپنی اپنی سمجھ اور خیال کے موافق بیان کئے ہیں مگر میرے نزدیک مسلمانوں کے تنزل کی یہی وجہ ہے جو خود قرآن کریم کی پر غور مطالعہ سے معلوم ہوتی ہے وہ کیا؟ مسلمانوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا۔ ان میں وہ خشیۃ اللہ نہ رہی جو علماء ربانی کی شان ہے۔ معاملہ کی درستی ان میں نہیں جنوب اور شمال کی طرف جاؤ۔ مغرب اور مشرق میں نکل جاؤ۔ جہاں جاؤگے ان مسلمانوں کی پست حالت ہی کا نقشہ نظر آئیگا مگر اب وہ کون ہے؟ جس نے قرآن کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر ہاں بالکل اسی رنگ ڈھنگ میں خدائے قادر۔ قدیر۔ متصرف کا پتہ دیا ہو؟ وہ وہی شخص ہے جس نے دعوی کیا کہ اس زمانہ کا **امام** میں ہوں اسی نے کہا کہ میں قوت ایمان کو ترقی دینے کے لیئے آیا ہوں۔ اپنے **الہام** اور **پیشگوئیوں** کے ذریعہ سے جن میں ایک مقتدرانہ قوت اور رعب ہوتا ہے۔ اس نے دوبارہ مردہ ایمان کو زندہ کیا۔ بیکسی۔ بے زوری کے وقت میں ناتوانی کے عالم میں جبکہ تمام منصوبے اس کے خلاف ہو رہی ہوں خدا کا کلام نازل ہوتا ہے اس وقت بظاہر کوئی امید اس کے پورا ہونے کی ایک بادی عقل کے نزدیک نہیں ہوتی لیکن وہ نہایت صفائی اور درستی کے ساتھ پورا ہوتا ہے کیا کوئی پیشگوئی ہے جو امام کے منہ سے نکلی ہو اور پوری نہ ہوئی ہو؟ ایک بھی نہیں ایک بھی نہیں!! ہاں وہی انکار کرے گا جو قرآن کریم سے منکر ہے اور سنت اللہ سے ناواقف ہے۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ کم از کم ان لوگوں کے لیئے جو مان چکے ہیں یہ ہے کہ ان کا ایمان بڑھتا ہے اور وہ شرح صدر کے ساتھ اس بات کے ماننے کے قابل ہو جاتے ہیں کہ خدا بولتا ہے اپنی مرضی بتلاتا ہے اور وہ متصرف۔ قادر خدا ہے جو ایک انگلی کے اشارہ سے جو چاہے کر سکتا ہے اب یہ ساری باتیں اس امام کے ذریعہ سے معلوم ہوئی ہیں یا نہیں؟ یقیناً ہوئی ہیں۔

میرے دوستو! مہدی ہونے کے لیئے اور کیا لوازم تھے بڑی بھاری خوبی عارف کی یہی ہے کہ خدا کو پہچانے اس عارف باللہ امام نے گویا خدا کو پکڑ کر دکھا دیا ہے۔ اب بتلاؤ اور کیا چاہیئے تھا میں اپنے اس مضمون میں دکھانا چاہتا ہوں کہ جیسے طبعی طور پر نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی ہے اسی طرح سے ولایت طبعی طور پر اس امام پر ختم ہو چکی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن رنگوں اور جن طریقوں سے خدا دکھایا تھا اسی طرح حضرت امام نے اسی رنگ میں خدا کی مقتدر ہستی کا پتہ دیا ہے۔ اب اس کے خلاف کیا رنگ ہوگا۔ یہ بڑی بھاری تجدید ہے۔ جو مہدی ہونیکی حیثیت سے آپنے کی ہے۔ جب خدا تعالی پر یقین پیدا ہو تو یوم الآخرۃ پر بھی ایمان ہو سکتا ہے یہ ایک ہی بات ہے جو کل راستباز بتلاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ

خدا ہے اور یوم الآخرۃ ہے

یہ بیحیائی اور گستاخی کرگناہونکو ایسی جرأت اور دلیری سے کیا جاتا ہے جیسا کہ ایک بچہ دودھ پی جاتا ہے خدا تعالی کی ہستی پر یقین ہونے کے بعد نہیں ہو سکتی۔ ہم اپنی روحوں میں اس بات کا کرشمہ دیکھتے ہیں میں خود اپنی جان میں محسوس کرتا ہوں کہ امام کی صحبت میں رہ کر اور ان فوق العادت نشانات کو دیکھکر ایک ایسا لذیذ ایمان پیدا ہوا ہے اور میری روح میں ایسی خشیت اور خوف ہے کہ عمداً بدی کی طرف طبیعت نہیں جاتی وہ فطرت جسے گناہ سوز فطرت کہتے ہیں پیدا ہو چلی ہے اور یہ کس طرح؟ صرف اسی ایکبات سے کہ میخ فولاد کی طرح طبیعت میں یہ بات بیٹھ گئی ہے اور وہمی اور ظنی طور پر نہیں بلکہ حقیقی اور واقعی طور پر کہ خدا تعالی ہے اور وہ بازپرس کرنے والی مقتدر ہستی ہے۔ اور یہ خدا جو ہم نے مانا ہے آج دنیا پر

حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ دنیا پر ظاہر ہوا۔ جس نے خود پکار کر کہا کہ

آں خدائے کہ از و اہل جہاں بیخبر اند
بر من او جلوہ نمودست گر اہلی بپذیر

غرض پہلی اور ضروری اور بہت ضروری بات یہ تھی کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لذیذ ایمان پیدا ہو جو اس امام کے ذریعہ سے ہوا۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ قوم میں وحدت کی روح پھونکنے کے واسطے اور سب کو ایک ہی مرکز پر لانے کے واسطے ضروری امر تھا کہ دعوت کی جاتی مگر نری دعوت سے کام نہیں چل سکتا جب تک کہ لوگوں کو منجانب اللہ ہونے کا یقین کامل نہ ہو۔ اور بدوں اس کے دعوت وعوت کامل نہیں ہوتی اور وہ تفرقہ جس کا مٹانا ضروری ہے مٹ نہیں سکتا۔ اس زمانہ میں کسی ایک راہ کی صحت و صداقت کا یقین کامل ہونا بہت مشکل امر ہو گیا ہے کیونکہ سیکڑوں **گدیاں** ہیں اور ہر ایک **گدی نشین** اپنے مقرب اللہ ہونے کا مدعی ہے اور اس کے مرید اس کی مدح و ثنا میں یہانتک مبالغہ کرتے ہیں کہ خدا سے جا بھڑاتے ہیں مگر یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ سب کے سب راستی پر ہوں کیونکہ اگر سب خدا کی طرف سے خدا نما گدیاں ہوتیں یا ہوں تو پھر اسلام کی سچی تصویر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی تصویر حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی تصویر کیوں انکی اقوال و اعمال سے نظر نہیں آتی یہ صوم و صلوٰۃ کے تارک شعائر اسلامی کی بیحرمتی کرنیوالے گروہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتے ہیں؟ اس قوم کی کسی جماعت کی طرف دیکھو حبشی غلاموں کی طرح اخلاق بگڑے ہوئے ہیں پھر کیونکر مان لیں کہ یہ خدا سے ہیں اور خدا میں ہو کر بولتے ہیں۔ اسلام کی کشتی اسوقت سخت دلدل میں پھنسی ہوئی ہے۔ بیرونی اقوام۔ آریہ عیسائی۔ برہمو۔ فلاسفر وغیرہ کے آئے دن کے حملے نازک حالت تک پہونچا رہے ہیں اگر یہ لوگ خدا سے ہیں اور خدا کے دین قویم کے محافظ ہیں تو ان کی دعاؤں کا اثر تو بعد میں دیکھا جاوے انکی غیرت اور حمیت اسلامی ہی کی دیکھو کہ کہاں گئی یہ لوگ تو جنین کی طرح اپنے حجروں اور ڈیروں میں پڑے ہوئے ہیں اسلام۔ بانی اسلام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) قرآن کریم پر دل کو پاش پاش کرنیوالے اور غیور مسلمان کا دل ہلا دینے والے حملے ہو رہے ہیں مگر یہ پروا تک بھی نہیں کرتے۔ پھر کیونکر مانا جائے کہ یہ خدا کی طرف سے ہیں۔

بہر حال یہ ایک مشکل امر ہے کہ تمیز کی جائے کہ ایک مدعی راستی پر ہے اور دوسرے جو اس کے مقابل میں ہیں وہ حق پر نہیں یہ راز بھی اسی مہدی نے کھولا اور بتلا دیا کہ خدا کی طرف سے وہی ہو سکتا ہے اور خدا سے شدید واسطہ اسی کا ہو سکتا ہے جسکو خدا تعالیٰ کے کلام سے پورا تعلق ہو۔ اس لئے کہ **لا یمسہ الا المطہرون** خدا تعالیٰ کی کتاب کہتی ہے آسمانی الاصل لوگوں کے سوا کوئی دوسرا معارف قرآنی سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ایک راستباز اور صدیق کا نشان ہے کہ اس کو علوم قرآنی عطا ہوں۔ کیونکہ یہ تمام صدہا کنوزوں کا مجموعہ اور مجسم صداقت ہے۔ چونکہ قلعہ قرآن کے دروازوں کے کھولنے کے لئے تطہیر ہی ایک کلید ہے اور مزکی القلب انسان اسکو کھول سکتا ہے پس یہ ایک آسان اور سیدھی راہ ہے اس سے آسمانی اور زمینی سلسلوں کا فیصلہ کر لو۔ یہ ایک معیار ہے کہ کبھی خطا ہی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اس معیار کو آگے رکھکر ہندوستان و پنجاب کے تمام صوفیوں گدی نشینوں سجادہ نشینوں پیرزادوں اور مولویوں کو دعوت کی گئی کہ آؤ اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ تمھاری تعلقات ہیں اور تم اسی میں ہو کر بولتے ہو تو قرآن کریم کے معارف و اسرار کے اظہار کے لئے قلم اٹھاؤ مگر ایک بھی نہ ہوا جو مقابلہ میں آتا اور دنیا کو دکھا دیتا کہ بیشک وہ مزکی القلب اور مطہر الشان ہے۔ میرے دوستو بار بار سوچو ایسا نہ ہو کہ سرسری طور پر گذرنے والے ثابت ہو۔ یہ وہ حربہ ہے جس نے تمام صوفیوں اور مدعیوں کو نیچا دکھا دیا۔ واللہ باللہ ثم باللہ تمام باطلوں کو یہ حق نگل گیا ہے اور آج ایک بھی نہیں جو سامنے آسکتا ہو میں پھر کہتا ہوں کہ ہاں ایک بھی نہیں جو اس میدان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جرنیل کے سامنے ایک منٹ بھی کھڑا ہو سکے۔

یہ ایک دھوکا اور وہم ہے کہ فلاں شخص بے جوڑ فقرے اور ٹکڑے یا چند خوابیں سناتا ہے اور انکو الہامی بتاتا ہے۔ میرے عزیزو! یاد رکھو نرے فقرے سنانے سے کوئی شخص وہ عزت اور بزرگی نہیں پا سکتا جو ایک **مامور من اللہ صادق** کو دی جاتی ہے۔ کیونکہ جب کہ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ ایک قحبہ اور سیاہ کار عورت کو بھی کوئی نہ کوئی سچی خواب آسکتی ہے اور آ جاتی ہے یا ایک جاہل محض اور بیدین کی زبان پر بھی چند فقرے جاری ہو سکتے ہیں تو نفس فقروں سے یا سچی خواب سے وہ عظمت کا مستحق نہیں ہو جاتا۔ بلکہ وہ چیز جو کسی صادق کو منجانب اللہ اور معزز انسان بناتی ہے وہ خدا تعالیٰ کے اقتداری نشانات ہیں جو اسکو دئے جاتے ہیں

اگر یہ اُسکو حاصل نہیں تو سمجھو کہ وہ کوئی **خدا نما** اور قائم خدا کا مؤید خلیفہ نہیں جس چیز کی دنیا کو حقیقتاً ضرورت ہی وہ یہ ہے کہ انسان کو خدا سے ملا دیا جاوے اور اُسکو اُس کی کھوئی جگہ پر پہونچا یا جاوے اس لئے وہ چیز جو انسان کے لئے اس راہ میں پوری معنوں میں مفید ثابت ہوئی ہے وہ **صرف قرآن کریم ہے** اور اُس کے حقائق اور معارف کو بیان کرنے والا مظہر اور مزکی القلب انسان جو خدا کے قاہرانہ نشانات اپنے ساتھ رکھتا ہے وہی ہے جسے **خدا نما** انسان کہتے ہیں۔ اب غور کرو کہ یہ بات کیا ہے؟ کہ انڈیا بھر کے آٹھ کروڑ مسلمانوں میں سے اور تمام اسلامی دنیا کے رہنے والے کئی کروڑ نفوس میں سے ایک مدعی بھی اس قسم کا پیدا نہیں ہوا جو قرآن کریم کے عظمت و جلال کو دنیا پر ظاہر کرنے کا مدعی ہو اور نہ صرف مدعی بلکہ اُس نے اپنے طرز عمل سے قرآن کریم کی **واجب العمل تعلیم** کو اور پھر اپنے نشانات سے اُس پاک تعلیم کے ثمرات کو اور اپنی پاس بیٹھنے والوں کی پاک تبدیلی سے اپنے اثر کو دکھایا ہو۔ ؟؟؟ یہ بات صرف صرف آج دنیا میں کسکو حاصل ہے؟ اُسی کو جو **احمد کا غلام** ہوکر آیا ہے!!!

مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت اقدس جن دنوں سیالکوٹ تشریف فرما تھے ایک روز میر حکیم حسام الدین صاحب کے مکان کی سیڑھیوں پر چڑھ رہے تھے میں بھی پیچھے تھا آپ ٹھہرے اور پیچھے مڑ کر مجھے کہا کہ **مولوی صاحب! میرے ساتھ چلو میں خدا دکھا دونگا** یہ زبردست الفاظ اور وہ پاک صدا اب تک میرے کانوں میں گونجتی ہے اور میرے دل پر اب تک اسکا گہرا اثر باقی ہے

.... میں خدا تعالیٰ کے اس گھر میں کھڑا ہوا شہادت دیتا ہوں کہ بیشک میںنے **میرزا غلام احمد** (علیہ السلام) کے ذریعہ خدا کی نصرتیں اور ملائکہ کا سلام (اُسپر ہو) **خدا کو دیکھا**! یقیناً خدا کو دیکھا !!۔

اندرونی طور پر جس بڑی بھاری اصلاح کی ضرورت تھی وہ مہدی ہونے کی حیثیت سے اس امام نے کی۔ جو لوگ کہتے تھے ہائے کیا کریں اختلافات باہمی نے ناک میں دم کر رکھا ہے کوئی صوفی اپنی طرف کھینچتا ہے دوسرا سجادہ نشین اپنی طرف مائل کرتا ہے ایک مولوی ہے جو تقلید پر مرتا ہے دوسرا ہے جو مقلدین پر لعنت کرتا ہے حق مخفی ہو گیا ہے کدھر جائیں کیا کریں کچھ کرتے دھرتے نہیں بنتی۔ وہ آج دیکھیں کہ اختلافات کو اس نے کیسا بھسم کر دیا ہے۔ اختلافات کا نام و نشان تک مٹ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک منور اور امتیاز کر دینے والی روشنی ہے۔ جس حق و حکمت کو لے کر حضرت مرزا صاحب میدان میں نکلے ہیں دوسرا سامنے آ نہیں سکتا گویا ان سب نے عملی طور پر مان لیا ہے کہ حق اسی تلوار اور لمبے سایہ کے نیچے آگیا ہے اور جب بات یہ ہے تو پھر طبعی اور فطرتی طور پر مرزا صاحب کو خاتم ولایت ماننا پڑے گا۔

الغرض علما کے مقابلہ میں زہاد اور گوشہ نشین صوفیوں کے مقابلہ میں بڑے بڑے مدعیان کرامت گدی نشینوں کے مقابلہ میں یہ حربہ ایسا کارگر ثابت ہوا ہے کہ آسمان کے ستاروں اور ریت کے ذروں سے بھی زیادہ معانی ہو سکتے ہیں + اب میں کہہ سکتا ہوں کہ **الحمد للہ** جیسے میںنے دعویٰ کیا تھا۔ کہ مرزا صاحب کو حقیقی استحقاق ہو پہنچتا ہے کہ ختم ولایت کا دعویٰ کرے اسکو میںنے ثابت کر دیا ہے لیکن میں اسی پر بس نہیں کرتا کسی قدر اور بسط سے اسپر بحث کرتا ہوں۔

اندرونی اختلافات کی جڑیں اسنے بتلائی ہیں اور پھر اُن کے دور کرنے کی راہیں دکھائی ہیں۔ اولاً یہ کہ خدا پہ ایمان کیونکر ہو اُس کے لیے اپنی بیشمار نشانات پیش کئے اور ایسی نشانات کہ جنکی گواہ ایک بڑی مخلوق ہے کیونکر قبل از وقت واقعات کی خبر دی گئی اور وہ پوری ہوئے۔ اس معاملہ میں میں کسی اور کی شہادت دینے کی ضرورت نہیں سمجھتا خود میں ایک گواہ موجود ہوں + میںنے صدہا خطوط ایسی پیشگوئیوں کے جو قبل از وقت بتلائی گئیں اپنے دوستوں کو لکھے ہیں کیونکہ خطوط کی روانگی اور ڈاک کا جواب دینے کی خدمت میرے سپرد ہے اور پھر وہ عین وقت پر منشا الٰہی کے موافق پوری ہوئی ہیں **دوم تفرقہ باہمی** اس کے دور کرنے کا معیار میںنے ابھی بتلایا ہے کہ قرآن کریم کے حقائق اور معارف کے بیان کرنے کی تحدی کی جس سے ہر قسم کے لوگ عاجز آگئے اور سلیم الطبع لوگوں نے اس کے ساتھ پیوند لگا کر ایک وحدت کا سبق سیکھا۔

پھر **تیسری** ایک اور عظیم الشان بات ہے جو گو اختلاف باہمی کی مد میں آ سکتی ہے مگر حقیقت میں وہ جدا امر ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مسئلہ میں ایک عالم کی ایک رائے ہے دوسرے کی اور ایک حدیث پیش کرتا ہے دوسرا اسکو ضعیف قرار دیتا ہے شیعہ اپنی طرز کی حدیث پیش کرتا ہے اور سنی اپنے رنگ کی۔ اس طرح پر یہ ایک عظیم الشان اختلاف تھا نہ دلائل سے کام چل سکتا تھا اور نہ کسی اور طرح فیصلہ ہوتا تھا۔ اس میں اس مجدد نے جو تجدید کی وہ اُسی رنگ کی تجدید ہے جیسے محمد و احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی

باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

نرالی بدعت قرآن کریم اردو میں۔

مسلمانوں کی بدقسمتی ہے قرآن کریم کا پڑھنا پڑھانا بھی ان کا کم ہو چکا تھا اسپر عمل کرنا تو ایک بڑی بات ہے اور اسلام کے کمزور کرنے کے لئے بیرونی آفتوں اور دجالی فتنوں کے علاوہ خود مسلمانوں کی ضعیف الایمانی بد اعتقادی اور دور از قیاس قصص کا قرآنی اعجاز میں دخل پاتا ہے سرد پا تفسیروں کا رواج۔ مردہ اور صلیب کے پجاریوں کو مدد دینے کے لئے مسیح کی نسبت خلاف قرآن عقائد کا تجویز کرنا ہی کم نہ تھا جو جہلم کے ایک وکیل صاحب کو قرآن کریم کے **اردو زبان میں** کرنے کی **بدعت کا** خیال آیا۔ ہم کو نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ **چودھویں صدی** راولپنڈی نے اس تجویز کو شائع کرتے ہوئے دوسرے اسلامی اخباروں کو بخیال خویش (اور ہمارے خیال میں سخت قابل نفرت) اہم اور مفید تحریک کے لئے قدم قوم کو متوجہ کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے + اور اس طرح پر اس تجویز کی اہمیت اور خوبی کا اعتراف کیا ہے + ہم چودھویں صدی اور قرآن کریم کو محض اردو میں کرنے والے مجوز وکیل صاحب کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ **بغدا** مسلمانوں کو ایسی مفید تجویز و سیع درجہ اسلام کی بیخکنی کرنے والی ہیں) معاف ہی رکھیں۔ کیا انھیں نہیں معلوم کہ ترجمہ صرف مترجم کے ذاتی خیالات ہوتے ہیں اصل زبان کو چھوڑ کر دوسری زبان میں جن کتابوں نے (بائبل) رواج پایا اسکا حشر کیا ہوا + بجز تراجم کے عیسائیوں کے پاس کچھ بھی نہیں رہا اور اصل زبان کا پتہ تک نہیں ملتا + اسی بدعت کا خبط کوئی تیرہ سال پیشتر **محمد حسین** اسٹیشن ماسٹر علاقہ برہما کو بھی پیدا ہوا تھا چونکہ خود خدا تعالی قرآن کریم کا حافظ و ناصر ہے۔ اسلئے پھر اس شخص کے رسائل کا نام تک نہ سنا گیا۔

مشہور معاند اسلام پادری عماد الدین امرتسری نے عملی طور پر اس حیلہ سے اسلام پر خطرناک حملہ کیا ہے اُسنے اردو زبان میں اپنا ایک ترجمہ قرآن کریم کا شائع کیا ہے جس کے لفظ لفظ سے شرارت اور خباثت کی بو آتی ہے۔ بالغرض قرآن کریم کے اصل متن کو چھوڑ کر نرے تراجم شائع کرنا اور اسکو قوم کی بہبودی کا ذریعہ قرار دینا نادان دوستوں کا کام ہے جو مسلمان رہ کر اور مسلمان کہلا کر اس قسم کی جرأت کرتے ہیں قرآن کریم کی زبان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان خدا تعالی کے پاک الفاظ اور پاک کلام کو چھوڑ کر انسانی خیالات کو ترجیح دینا یہ کیا دانشمندی ہے۔ **چودھویں صدی کے ایڈیٹر** کو مناسب ہے کہ وہ بہت جلد اس بیہودہ خیال اور خطرناک بدعت کے روکنے کی تجویز کرے۔ ورنہ اس قسم کے مضامین کی اشاعت سچے مسلمانوں کے معتقدات کو صدمہ پہونچانے والی ہے اور ایک رنگ میں یہ قرآن کریم کی بیحرمتی ہے۔ سردست ہم اس مختصر سے نوٹ پر اکتفا کرتے ہیں کسی دوسری اشاعت میں ہم انشاء اللہ تعالی اس تجویز کے بودا پن اور اسلام اور مسلمانوں کے لئے اس کے مضر ہونے کے پہلوؤں پر بشرط ضرورت بحث کریں گے۔

خواب حیرت اور اسلام پر اسکا اثر۔

ایڈیٹر کرزن گزٹ کو کوئی سودا وہینے سے ایک خواب آ رہا ہے جو کرزن گزٹ کے ایڈیٹوریل کالم میں شائع ہوا کرتا ہے۔ خواب کیا ہے اچھی خاصی **الف لیلہ** ہے اور وہ بھی دنیا زاد ہمکو اس سے بحث نہیں کہ انکو ایسا خواب آیا یا آ رہا ہے یا ان کی آن میں ابتدائے آفرینش سے بلکہ اتبک کے کل واقعات انکو دکھلائے گئے + بلکہ ہمکو صرف یہ دیکھنا ہے کہ اس **خواب کا اثر اسلام پر کیا پڑے گا**۔ تاہم اس کے بہت بڑے حصہ کو سردست چھوڑ کر **خواب نمبر ۹** پر **مختصر سا** ریمارک کرنا چاہتے ہیں خواب کے اس حصہ میں حیرت صاحب نے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی کہانی **حضرت مسیح کی** زبانی (معاذ اللہ) بیان کی ہے اور بتایا ہے کہ خود مسیح کے بیان سے یہ ثابت ہوا ہے کہ **وہ یوسف نجار کے بیٹے تھے**۔ ہم بڑے زور کے ساتھ اس بیہودہ خیال کی تردید کرتے ہیں قرآن کریم کا ہرگز یہ منشا نہیں ہے۔ **ہمارا ایمان ہے کہ مسیح علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے تھے** اور ان کی یہ پیدائش بنی اسرائیل میں آیندہ کے لئے سلسلہ نبوت کے انقطاع پر ایک عظیم الشان دلیل تھی۔ اور قرآن کریم کے کسی مقام سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی کہ وہ یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ مسیح علیہ السلام کا بن باپ پیدا ہونا تمام مسلمانوں اور عیسائیوں کے نزدیک مسلم ہے اور یہ امر قانون قدرت کے ہرگز منافی نہیں ہے ان کے لئے باپ تجویز کرنا اس آیت اور نشان الٰہی کی بیحرمتی کرنا ہے جو انکی پیدائش میں رکھا گیا تھا۔ اور یہ نشان صرف اسلئے تھا کہ وہ بنی اسمٰعیل میں خاندان نبوت کو منتقل کرنے والا ٹھیرا بلکہ اس نشان کی تہ میں وہ سر بھی تھا جو مثیل موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے چودھویں خلیفہ **مسیح موعود** کے متعلق تھا۔ تا کہ **الائمۃ من القریش** کے الفاظ پر مرمٹنے والوں کو پتہ لگ جائے کہ اسی مماثلت کے لحاظ سے ضرور تھا کہ آنے والا مسیح موعود قریش میں سے نہ ہوگا اسی طرح جیسے **مسیح بن مریم** کے بن باپ پیدا ہونے میں اس امر کی طرف صریح اشارہ تھا کہ آئندہ کے لئے بنی اسرائیل کے گھرانے سے نبوت کا خاتمہ ہوا۔

یہ کوئی مشکل امر نہیں اس راز کو ہمارے **سید و مولیٰ امام** نے اپنی جدید تصانیف میں نہایت بسط کے ساتھ لکھوا ہے۔ بہرحال ہمارا منشا اس نوٹ میں اس امر کے اظہار کا ہے کہ حیرت صاحب کے خواب کا یہ حصہ ہرگز ہرگز اسلام کے منشا اور قرآن کریم کے مدعا کے موافق نہیں ہے اور یہ کبھی ثابت نہیں ہو سکتا کہ حضرت مسیح کا کوئی باپ بھی تھا۔ پس ایسے امور کی اشاعت سے حیرت صاحب اسلام کو صدمہ پہونچانے کی کوشش نہ کریں جو قرآن کریم سے ثابت نہیں ہے۔ امید ہے کہ وہ اپنے اس خواب کی اصلاح کرنے کی فکر کریں گے اور کسی قسم کے تذبذب اور حیرت میں نہ پڑیں گے۔ ہم ان کی صرف ان باتوں کی طرف بشرط ضرورت توجہ کریں گے جو معقول تہذیب اور متانت سے وہ پیش کریں گے ورنہ ہم پہلے سے کہے دیتے ہیں کہ ہمارے پاس بے سود طویل تحریروں کے جواب دینے کی گنجائش نہیں ہے۔

نیر اعظم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

مراد آباد کے اخبار نیر اعظم میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ذیل کا نوٹ شائع کیا گیا ہے۔

ہم عرصہ دراز سے مرزا صاحب کی تصانیف اور ان کے عجیب دعووں کی نسبت خیال کر رہے ہیں اس میں شک نہیں کہ اس صدی ہجری میں یہ نیا فرقہ اسلامی اصلیت کو کسی زبردست مصیبت میں پھنسانا چاہتا ہے مرزا صاحب نے صاف الفاظ میں نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے وہ اپنے آپ کو مثیل مسیح علیہ السلام کہتے ہیں اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں افسوس ہے کہ اس دین اختراعی میں مسلمانان پنجاب کا ایک گروہ کثیر شامل ہوتا چلا جاتا ہے اور ہم کو اندیشہ ہے کہ اگر یہی حالت رہی تو ہندوستان میں مسلمانوں کے مذہب کو سید احمد خاں کے آزادانہ خیالات سے اس قدر صدمہ نہیں پہونچا تھا جتنا اندیشہ مرزا صاحب قادیانی اور انکے مریدوں سے ہونا چاہیئے۔ ہم علماء ہند سے خاصکر اس بات کی امید کرتے ہیں کہ برائے خدا و رسول جہاں تک جلد ممکن ہو اس فتنۂ جدید کی جو مرزا صاحب کی تعلیم سے پیدا ہوتا چلا ہے خبر لیں ورنہ پھر حالت لا علاج ہو جائے گی اور ہندوستان کے مسلمانوں کا مذہب جو دشمنوں کے نزدیک ہمیشہ روحانیت کی کنجی رہا مرزا صاحب کی تعلیمات سے بالکل مٹی کے ایک ٹوٹے پیالہ کی طرح ہو جائے گا

تم کلامہ

یہ تو ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ نیر اعظم کے ایڈیٹر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات کو ہرگز نہیں پڑھا ورنہ ان کو یہ کہتے ہوئے شرم آجاتی کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حضرت اقدس نے صاف کہدیا ہے بلکہ موٹے حرفوں میں لکھدیا ہے۔

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم ہستم و ز خداوند منذرم

نیر اعظم کے ایڈیٹر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ادعائے نبوت کی یہ دلیل دی ہے کہ انھوں نے مثیل مسیح اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے لیکن افسوس ہے کہ ایڈیٹر صاحب کو اتنا بھی علم نہیں کہ آجتک کسی مسلمان کا بھی یہ اعتقاد نہیں ہے کہ وہ مہدی موعود کو نبی مانتا ہو یا مسیح موعود کی نسبت یہ نہ مانتا ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہوگا۔ ایڈیٹر صاحب جس مسیح اور مہدی کے منتظر ہیں کیا وہ نبی ہوں گے؟ اگر نبی ہونگے تو **لا نبی بعدی** کے کیا معنے ہوں گے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے **خاتم النبیین** ہونے کے کیا معنی ہوں گے؟ یہی تو بات ہے جسکو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ثابت کیا ہے کہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں ہو سکتا اس مضمون پر حضرت اقدس نے اپنی تصانیف میں بہت بڑا زور دیا ہے۔ افسوس تو یہی ہے کہ ایڈیٹر صاحب نے ان عبارتوں کو پڑھا نہیں۔

ہاں یہ سچ ہے کہ مسلمانان پنجاب کا ایک گروہ کثیر اس سلسلہ عالیہ میں شامل ہو گیا ہے اور روز بروز شامل ہوتا جاتا ہے اور پنجاب ہی پر خصوصیت نہیں ہندوستان میں بھی کوئی ضلع اور شہر اس سلسلہ سے

خالی نہیں اور ماسوا اس کے اکناف واطراف عالم میں اس سلسلہ مبارکہ کی دھوم ہے اور ہر ایک بلاد اور امصار و دیار سے لوگ فوج در فوج متوجہ ہو رہے ہیں یہ خدا کا کام ہے کسی کے روکے رک نہیں سکتا۔

جن علما کو آپ اس نور اللہ کے بجھانے کے لئے اُبھارتے ہیں وہ حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں نور کے آگے ظلمت ٹھیر سکتی ہے اگر انہیں الٰہی روشنی ہوتی تو دنیا میں اندھیر کیوں پڑتا اس جری اللہ کے مقابلہ میں انھوں نے پہلے ہی ہتھیار ڈالدیئے اور یہ کہنا کہ مسلمانوں کی مذہب کو صدمہ پہونچے گا صحیح نہیں ہے ہاں یہ بیشک سچ ہے کہ موجودہ مسلمانوں نے جو قرآن کریم کے خلاف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منشا کے خلاف عیسائیوں کیسے عقائد بنا رکھے ہیں کہ مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اُٹھا یا گیا اور افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے اور زمین کے نیچے دفن ہوگئے اور یہ کہ مسیح کی زندگی پر زمانہ نے کوئی اثر نہیں کیا۔ باوجودیکہ وہ انسان کھانے پینے اور رفع حاجت کا محتاج مگر اب حی وقیوم کی طرح تمام لوازمات اور حوائج انسانی سے بے نیاز ہے اور وہ عالم الغیب اور محیی اور ممیت اور خالق بھی ہے یہ تمام فاسد عقائد بیشک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل سے دور کیے جائیں گے اگر روایات اور تودۂ طوفان کے دور کرنے سے نقصان پہونچتا ہے تو پہونچا کرے۔ اب وہ وقت آتا ہے کہ ابراہیم حنیف اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اسلام دنیا کے سامنے پیش کیا جاوے گا جو قرآن کریم دین قویم کے نام سے لیکر آیا تھا - یہ فرضی ڈھکوسلے اور بناوٹی کہانیاں تقویم پارینہ کی دیوار کا غذ بنا کر دکھا دئے جائیں گے

زندہ نشانات اور روحانی برکات کے ساتھ اسلام کا غلبہ کر کے دکھایا جاتا ہے - اور خود اس سلسلہ عالیہ کی آسمانی تائیدات ہیں جو ایک عالم کو اپنی طرف کھینچتے رہتی ہیں -

اب علماء ہند کو مقابلے کے لئے پکارنا ایڈیٹر صاحب کی غفلت کی اور بھی دلیل ہے کیا انھیں معلوم نہیں کہ ہند وپنجاب کے علماء نے اپنی متفق اور متحد کوششوں سے مقابلہ کر کے دیکھ لیا کہ ان کے ہاتھوں میں سکت اور ان کے دلوں میں وہ قوت نہیں ہے جو اس سلطان القلم کے مقابلہ میں ٹھیر سکے اگر کسی میں کوئی قوت اور طاقت تھی تو انھوں نے کیوں حضرت اقدس کی دعوت کے مقابلہ میں سکوت کیا جب کہ اُن کو بلایا گیا کہ آؤ قرآن کریم کے حقائق اور معارف کے بیان کرنے میں میرا مقابلہ کرلو۔ قرآن کریم کی فصیح و بلیغ عربی میں تفسیر لکھکر مقابلہ کرلو قبولیت دعا کا دعوی ہے تو آؤ اسی میں مقابلہ کرلو - خدا تعالیٰ سے تعلق اور قرب کا دعوی ہے تو آؤ پیشگوئیوں میں مقابلہ کرلو۔ ایک بھی مرد میدان نہ ہوا اور نہ ہوگا کیوں ؟ اسکے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید ہے یہ خدا کی طرف سے آیا ہے اور اُن میں یہ بات نہیں ہے - ہم نیر اعظم کے ایڈیٹر کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ اگر وہ حضرت اقدس کی تصنیفات کو انصاف کے ساتھ پڑھے گا تو اسکو معلوم ہو جاوے گا کہ اسلام کو جس روحانیت کی کلید رکھنے کا فخر ہے وہ کلید اسوقت

مرزا غلام احمد قادیانی

کے پاس ہے اور اس کے مخالف مسلمانوں کے ہاتھ میں مٹی کا ایک ٹوٹا ہوا پیالہ ہے جس کی کچھ قدر وقیمت نہیں ہے -

---

ست بچن آریہ دھرم

یہ وہ عظیم الشان کتاب ہے جس نے سکھ قوم پر اسلام کی طرف سے اتمام حجت کی ہے اس کتاب کی قبولیت کا اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ پہلا اڈیشن ہاتھوں ہاتھ تھوڑے ہی عرصہ میں فروخت ہوگیا اور زیادہ تر سکھ قوم ہی نے اسکو خریدا ہے بعد میں کثرت سے درخواستیں آتی رہیں چونکہ حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کتب خانہ میں جدید در جدید اور نئی سے نئی کتابیں شایع ہوتی ہیں اور نہ وہ کتابیں تجارتی صول پر شایع کی جاتی ہیں اس لیے دوبارہ کسی کتاب کے طبع ہونیکی نوبت نہیں آتی ۔ اس لحاظ سے ان درخواستوں کا کوئی لحاظ نہ کیا گیا۔ مینے ارادہ کیا ہے کہ ست بچن آریہ دھرم کی ڈیڑھ سو درخواستیں وی پی روانہ کرنے کی وصول ہو جائیں تو اس کتاب کو دوبارہ چھاپ دوں اسلئے ہر ایک شخص جو ست بچن آریہ دھرم کا مشتاق ہو اپنی درخواست میرے پاس بھیجدے -

(ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان)

خطبہ الہامیہ

حضرت اقدس امام علیہ الصلوۃ والسلام اعجازی الہامی خطبہ عنقریب طبع ہو کر شائع ہونے والا ہے اس کی دوسرے حصہ میں حضرت اقدس نے سورہ فاتحہ اور قرآن کریم کے اکثر مقامات کی نہایت لطیف فصیح بلیغ عربی

میں تفسیر کی ہے۔ اور بڑے واضح اور روشن دلائل قرآنی کے ساتھ اپنے دعاوی کا ثبوت دیا ہے۔ کتاب حق کے طالبوں کے لئے خضر راہ ہوگی درخواستیں حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

طاعون کی دوائی

اخبار الحکم میں جو طاعون کا علاج حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہار میں سے اقتباس کرکے دیا گیا تھا اس کے موافق ہمارے عزیز مخلص بھائی ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب مہتمم شفاخانہ انجمن حمایت اسلام لاہور نے جدوار کی گولیاں اور عرق طیار کیا ہے۔ اس لئے اطلاع دی جاتی ہے کہ جو صاحب چاہیں شیخ عبداللہ صاحب مہتمم شفاخانہ انجمن حمایت اسلام لاہور سے طلب کریں قیمت فی ڈبیہ جس میں ۱۰۰ گولیاں ہونگی علاوہ محصولڈاک ۱۲ اور جس میں دوسو گولیاں ہوں گی عہ اور جس میں چارسو گولیاں ہوں گی عہ۔ مفصل حالات شیخ صاحب موصوف سے بذریعہ خطوط معلوم ہوسکتی ہیں۔

مختلف واقعات

کپتان آر ایم ہوئیں صاحب ڈپٹی کمشنر دہلی کپتان ڈگلس صاحب کے رخصت سے واپس آنے پر ۳ مہینے کی چھٹی پر جائیں گے۔

نواب صاحب والی بہاولپور کی شادی کتخدائی ۱۱ جولائی ۱۹۰۵ء بروز پنجشنبہ شب جمعہ کو ہوگی۔

سلطان المعظم نے حکم دیا ہے کہ آیندہ کوئی مسلمان شہروں میں آوارہ پھرنے اور بھیکھ نہ مانگنے پائے ایسی تمام لوگ رجسٹر میں درج کئے جائیں جو کام کرنے کے بالکل قابل نہ ہوں انکو محتاج خانہ میں رکھا جائے۔ جو جوان ہوں مرد ہونے کی صورت میں انکو توپخانہ عام اور دیگر کارخانوں میں اور بصورت عورت انکو اُن کارخانوں میں جہاں عورتیں کام کرتی ہیں بھیجدیا جائے۔ اور لڑکوں کو اُن کارخانوں کے متعلقہ مدارس میں کہ پڑھیں بھی اور کام بھی سیکھیں۔

ہندی مہم کی فوجوں کے واپس آنے پر چین میں تاہم ۱۲ ہزار فوج برطانیہ انتظام کے باقی رہے گی۔

آسام میں بارہ روپے تنخواہ پانیوالوں کو بمعاوضہ گرانی غلہ کے ایک روپیہ اضافہ ملے گا۔

ٹرکی کے متعلق ۳ مئی کے ٹائمز میں یہ بالکل بکواس تھی کہ بقایای تنخواہ سے تنگ آکر ترکی فوج کے اکثر سپاہی بھاگ گئے جارہے ہیں اور مفراری کے بعد ڈکیتی کا پیشہ اختیار کررہے ہیں درحقیقت اس بیان کی وہاں وہم وگمان میں بھی کوئی اصلیت نہیں۔

مسٹر آرمظفر سارٹل صاحب ایڈیٹر سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے بھی ایک رقم چندہ حجاز ریلوے میں دی ہے

روس کا نامی گرامی اخبار نوور یمیا ایک ہفتہ کے لئے اس جرم میں معطل کیا گیا کہ اس نے حال کے بلووں کی وجہ یہ بیان کی تھی کہ مزدوروں کی حالت قابل رحم ہے انکی اجرت میں اضافہ ہوتو کبھی بلوہ نہو

اخبار جامع العلوم مراد آباد کے سابق مالک انبا پرشاد کی کل جائیداد جرمانہ میں نیلام ہوگئی ہے۔

کانپور کے مسٹر رافٹ نے غلط الزام عصمت دری کے لئے اخبارات کلکتہ سے ایک لاکھ روپیہ ہرجانہ چاہا ہے۔

مخبر بیوں راوی ہے کہ آنریبل میجر بنگ صاحب بہادر ابھی روز لفٹنٹ گورنری سے ریٹائر ہوں گے جس تاریخ سے کہ سرحدی صوبہ کا انتظام ہوگا +

بیعت

شیخ غلام عباس صاحب امرتسر کٹڑہ کرم سنگھ
امام الدین صاحب معمار سیالکوٹ محلہ خسری والہ
سید حسین صاحب۔ بھوگام ضلع میں پوری
والدہ " "
شیخ محمد الدین صاحب۔ بڈھا گھرایا ضلع سیالکوٹ
منشی حسین بخش صاحب۔ دھولن "
عبدالرحمن خانصاحب خانساماں۔ بارہ مولہ
ڈاک بنگلہ علاقہ کشمیر
کریم بخش صاحب سوداگر لنگی۔ لودھیانہ
محمد عبدالوہاب صاحب حیدرآباد دکن
والدہ وہمشیرہ واہلیہ " "
دبیر اکبر شاہ صاحب جس پورہ وان پورہ
متصل آروبی۔ کشمیر تحصیل ہری پور
میاں اللہ دتا صاحب۔ کروڑ ضلع ملتان
نور محمد صاحب۔ وزیر چک ضلع گوجرانوالہ
حال خانوازی کوٹہ نشین پٹواری مترکت
بابو موتی رام صاحب شیشن ماسٹر خانی
شیخ فتح محمد صاحب۔ سید کھیڑی ریاست
پٹیالہ علاقہ راجپورہ۔
عطاء اللہ صاحب۔ درگانوالی۔
عنایت اللہ صاحب " عبداللہ صاحب "
عبدالکریم صاحب " عبدالرحمن صاحب "
عبدالحکیم صاحب " حاکم الدین صاحب "
دختر حاکم الدین صاحب " دختر ثانی " "
زوجہ " زوجہ ثانی " "
زوجہ عطاء اللہ صاحب " دختر "
اسمٰعیل صاحب " زوجہ غلام حسین صاحب "
محمد شفیع صاحب سب پوسٹماسٹر جگادھری
ضلع انبالہ۔
عطا محمد صاحب سیالکوٹ۔
دلاور ملک صاحب۔ جھوڑہ ضلع مظفرآباد
ڈاکخانہ رام پور تحصیل اوڑی۔
خدابخش صاحب کپور تھلہ
کرم دین صاحب۔ چک سکندر ضلع گجرات
نیک عالم صاحب " "
مستری فضل الٰہی صاحب جہلم۔
علی احمد صاحب نوشاہی۔ رسول گجرات
ڈاکخانہ پنڈی کالو تحصیل پھالیہ
جمال الدین صاحب۔ ہیڈ کاتب مطبع
پنجاب گزٹ سیالکوٹ۔

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان بہ اہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی۔